## سوال

(43)مروجہ صلوٰۃ وسلام بدعت ہے

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بریلوی حضرات جو صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں، کیا یہ احادیث سے ثابت ہے؟ اور اس کا پڑھنا صحیح ہے؟ (سائل : محمد اسحاق فاروقی راولپنڈی)

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

علامہ عزیز زبیدی رحمہ اللہ اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں :

''زمانۂ رسالت میں تین شہروں میں جو اذانیں ہوتی تھیں ۔ ان میں مؤذن یہ تھے ۔ مدینہ منورہ کی مسجد نبوی میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ، مکہ مکرمہ میں ابو محذورہ اور قبا میں حضرت سعد قرظی رضی اللہ عنہ ۔ اور یہ تینوں حضرات آنحضرت ﷺ کے مقرر کردہ صحابی تھے، مگر ان میں سے کسی سے بھی بریلوی دوستوں کے درود شریف کا کہیں بھی اتا پتا نہیں ملتا ۔ حالانکہ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت ﷺ کے سچے محب تھے ۔

**بریلوی دوستوں کا درود :**

بریلوی دوستوں نے جو درود شریف ایجاد کیا ہے نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں ہے ۔ اگر یہ درود خود رسول اللہ ﷺ نے سکھایا ہے تو بسر و چشم ورنہ خدا حافظ ۔

**درود گاتے ہیں پڑھتے نہیں :**

ویسے بھی یہ درست درود پڑھتے بھی نہیں ہیں بلکہ درود گاتے ہیں اور انہوں نے گانے کے لیے درود کی ایک ایسی ترکیب وضع کی ہے جو گانے کی دھنوں کے لیے موزوں ہو سکتی ہے ۔ ہم نبوی درود پڑھنے کو ثواب سمجھتے ہیں لیکن دوسرے کو نہیں ۔

**یہ درود نہیں فرقہ واریت کا اعلان ہے :**

بریلوی دوستوں کا یہ درود، درود نبوی کے تحت نہیں آتا بلکہ اس سے ان کی غرض بریلوی ذہنیت اور عقیدہ کا اعلان اور اشتہار ہے۔ جو ہمارے نزدیک اور بھی شرعی مستقبل کے لیے فال بد ہے۔

راقم عرض کرت ہے کہ زمانہ مشھودلھا بالخیر یعنی آنحضرت ﷺ کے عہد زرین سے لے کر خلفائے راشدین رضی اللہ عنھم مہدیین، عہد معاویہ رضی اللہ عنہ، تابعین، تبع تابعین اور پھر زمانہ ائمہ مجتہدین میں اس بریلوی صلوۃ سلام کو نہ صرف اذان سے پہلے اور بعد میں پڑھنے کا ثبوت نہیں ملتا ہے بلکہ کسی صحابی یا تابعی اور کسی امام سے اس صلوۃ وسلام کی ترکیب بھی مذکورہ منقول نہیں، حالانکہ وہ علم وعمل اور محبت رسول میں ہم سے بہت آگے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے ایک اشارہ ابرو پر جانیں قربان کر دیتے تھے۔ رضی اللہ عنھم وارضاھم اجمعین۔

اور ظاہر ہے کہ ہر وہ کام جس کا ثبوت زمانہ مشہور لھا بالخیر میں نہ ملے جب کہ اس کی ضرورت بھی ہو اور پھر مانع بھی موجود نہ ہو اس کے بدعت اور غیر شرعی ہونے میں شک ہی کیا رہ جاتا ہے، چنانچہ صحیح بخاری میں ہے:

عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت قال النبی ﷺ «مَنۡ اَحۡدَثَ فِی اَمۡرِنَا ہٰذَا مَا لَیۡسَ مِنۡہُ فَہُوَ رَدٌّ» (باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فھو مردود ص ۳۷۱ ج ۱)

''آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہمارے دین میں ایسی چیز ایجاد کرے جو دین میں سے نہ ہو تو وہ قابل قبول نہیں۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنۡ عَمِلَ عَمَلاً لَیۡسَ عَلَیۡہِ اَمۡرُنَا فَھُوَ رَدٌّ)) (صحیح بخاری: ص ۱۰۹۳ ج ۲، صحیح مسلم: ص ۷۷ ج ۲)

اور سنن ابی داؤد مع عون المعبود میں من صنع اَمرا علی غیر اَمرنا فھو رد کے الفاظ ہیں، یعنی جس نے ایسا عمل اور کام کیا جو ہمارا معمول نہیں یا جس پر ہماری طرف سے کوئی سند نہیں وہ مردود ہے۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں:

من ابتدع فی الاسلام بدعۃ ویراھا حسنۃ فقد زعم اَن محمدا صلی اللہ علیہ وسلم خان الرسالۃ لاَن اللہ یقول اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ۔۔۔۔ الایۃ فما لم یکن یومئذ دینا لا یکون الیوم دینا۔ کل عبادۃ لم یتعبدھا اصحاب رسول اللہ ﷺ فلا تعبدوھا فاِن الاول لم یدع الاخر مقالا فاتقوا اللہ یا معشر المسلمین وخذو بطریق من کان قبلکم۔ (الاعتصام للشاطبی ص ۲۷ ج ۱ و ص ۱۵۰ ج ۲)

''کہ جو شخص اسلام میں بدعت ایجاد کرتا اور اس کو ثواب جانتا ہے، وہ گویا رسول اللہ ﷺ کو خائن سمجھتا ہے کہ انہوں نے پوری بات نہیں بتائی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو دین پورا کر دیا ہے لہٰذا جو کام زمانہ رسالت اور عہد صحابہ میں دین میں شامل نہ ہو وہ آج بھی دین نہین کہلا سکتا، اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کام صحابہ نے نہیں کیا وہ عبادت نہیں ہوسکتا کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے پچھلوں کے لیے کوئی کسر نہیں چھوڑی جس کو یہ پورا کریں، پس اے لوگو! اللہ سے ڈرو صحابہ کے طریقے کو اختیار کرو۔''

خلاصہ کلام یہ کہ اذان سے پہلے یا بعد میں پڑھا جانے والا مروجہ صلوۃ وسلام چونکہ رسول اللہ ﷺ خلفائے راشدین، صحابہ کرامؓ اور آنحضرت ﷺ کے مؤذنین سے ہرگز ثابت نہیں، لہٰذا یہ بدعت ہے، جیسا کہ اوپر کی صحیح احادیث اور تصریحات مذکورہ سے واضح ہے۔ اور ہاں اذان کے بعد دعائے وسیلہ کے ساتھ درود ابراہیمی پڑھنا سنت ہے۔

**مروجہ صلوۃ کی دلیل اور اس کا جواب:**

حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان فجر سے پہلے یہ دعا پڑھتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَحْمَدُکَ وَاسْتَعِیْنُکَ عَلیٰ قُرَیْشٍ اَنْ یُّقِیْمُوْا دِیْنَکَ ثم یؤذن۔)) (ابوداوٗد باب الاذان فوق المنارة، ج ا ص)

''اے اللہ!میں تیری تعریف کرتا ہوں اور قریش پر تجھ سے مدد مانگتا ہوں تاکہ وہ تیرے دین کو قائم کریں، پھر اذان پڑھتے۔''

اس روایت سے اذان سے قبل مروجہ صلوٰۃ کا جواز اخذ کرنا بدووجہ صحیح نہیں۔

اول۔۔۔: اس لیے کہ اس روایت کی سند میں احمد بن محمد بن ایوب راوی ہے جو نہ تو محدثین میں شامل اور نہ کوئی ثقہ راوی ہے بلکہ کذاب ہے۔ یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں: لیس من اصحاب الحدیث وانما کان وراقا اور ابو احمد حاکم کہتے ہیں: لیس بالقوی عندھم۔ (تھذیب التھذیب ج ا، ص ۷۱)

امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں: ھو کذاب۔ (میزان الاعتدال ج ا ص ۱۳۳) ایک دوسرا راوی محمد بن اسحاق ہے۔ جن کے حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

امام المغازی صدوق یدلس ورمی بالتشیع والقدر (تقریب التھذیب ص ۲۹۰) اور عن سے روایت کرتا ہے، اصول حدیث کے مطابق مدلس راوی کی معنعن روایت ضعیف ہوتی ہے تاوقتیکہ سماع کی صراحت نہ ہو۔

اگر یہ کہا جائے کہ بعض نے احمد بن محمد ثقہ بھی کہا ہے تو جواب یہ ہے کہ یہ جرح مفسر ہے اور مطلق توثیق پر جرح مفسر مقدم ہوتی ہے۔ لہٰذا ان جرحوں کی وجہ سے اس روایت سے مروجہ صلوٰۃ کا استدلال درست نہیں۔

ثانی۔۔۔: اس لیے کہ اس میں اذان سے قبل درود کا سرے سے تذکرہ تک نہیں نہ مسنون درود ابراہیمی کا اور بریلوی صلوٰۃ وسلام کا۔ پس بریلوی دوستوں کا اس ضعیف روایت سے یہ استدلال ہرگز درست نہیں۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

## فتاویٰ محمدیہ

**ج1ص273**

محدث فتویٰ